اور پانی ابلنے لگا

صدف: اٹھ جائیں۔آپ کیا ہر وقت سوتے رہتے ہیں۔

ولید: خدا کا نام لو صدف۔کم از کم چھٹی کے دن تو سو لینے دیا کرو۔

صدف: میں بھی تو صبح سے جاگی ہوئی ہوں۔اس کا کیا؟ چھٹی صرف آپ کے لیے ہے؟ جائیں بازار سے کچھ لے آئیں۔گھر میں ناشتے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ابھی بچے جاگ جائیں گے اور میں نے ابھی تک ناشتے کے لیے کچھ نہیں بنایا۔

ولید: روحان کو اٹھا لو۔وہ جا کر لے آئے گا۔بچہ تو نہیں ہے۔

صدف: میرا بچہ رات دیر سے سویا تھا۔پڑھتا رہا ہوگا۔آپ کیوں نہیں جاتے؟

ولید: اچھا بابا۔اٹھتا ہوں۔

صدف: جلدی کریں۔کپڑے استری کر کے غسل خانے کے باہر ٹانگ دیئے ہیں۔آپ باقی کام کریں۔میں پانی گرم کر دیتی ہوں چولہے پر۔

ولید: چولہے پر کیوں؟ گیزر کو کیا ہوا؟

صدف: بھول گئے؟ ایک ہفتے سے خراب پڑا ہے۔ آپ کو دس مرتبہ تو یاد کروایا ہے لیکن آپ نے تو دفتر کا سارا بوجھ ایسے اٹھا رکھا ہے جیسے آپ نہیں کریں گے تو کاروبار ہی نہیں چلے گا۔ کسی اور چیز کا ہوش ہی نہیں۔ محنت کی کون قدر کرتا ہے۔ بس آپ جیسے لوگوں کو غلط فہمی رہتی ہے۔ کچھ نہیں ہوتا۔

ولید: کہتی تو تم ٹھیک ہو، لیکن دفتر میں نئے صاحب کے آنے سے کچھ بدلاؤ تو آیا ہے۔ اس سال دو ترقیاں بھی متوقع ہیں۔ میں تو ویسے بھی کام لگن اور ذمہ داری سے کرتا ہوں۔ اس سال ذرا اپنے دائرے سے نکل کر کوشش کی ہے۔ کیا پتا نیا صاحب محنت شناس ہو اور ترقی دے دے۔ اس سب میں بھلا کس کا ہے؟ تمہارا۔ بچوں کا۔ تمہیں تو معلوم ہے ہمارے خرچ کتنے بڑھ گئے ہیں۔

صدف: وہ تو ہے۔ آپ نے بہت محنت کی ہے۔ خدا اجر ضرور دے گا۔ آج شام کو گیزر والے کو یاد سے لے آنا۔ کل صبح گرم پانی نہ ہوا تو کتنی سُبکی ہوگی۔

ولید: کیوں؟ کل صبح کیا ہونا ہے جو آج نہیں ہے؟

صدف: مجھے تو اَب آپ کی فکر ہونے لگی ہے۔ آج دو پہر کو آپ کے دوست بلال صاحب گجرات سے نہیں آ رہے؟ دو دنوں کے لیے۔

ولید: ہاں! خوب یاد دلایا۔ اُس کو لینے بس کے اڈے پر بھی جانا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لوگ میلوں کا سفر طے کر کے اڈے تک پہنچ جاتے ہیں۔ مگر اڈے سے کسی کے گھر جاتے مہندی کیوں لگ جاتی ہے ان کے پیروں میں۔

صدف: کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ دوست ہیں آپ کے۔ روز روز تھوڑا ہی آتے ہیں۔ اڈے سے نکلو اور کوئی آپ کی راہ تک رہا ہو تو بہت سکون ملتا ہے ورنہ پورا شہر ہی اجنبی لگتا ہے۔

ولید: دوست ہے اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔ اُسے کہہ سکتا ہوں۔

صدف: چھوڑیں۔ چلیں جلدی سے تیار ہو کر بازار جائیں۔

ولید: اور کچھ لانا ہے تو اَب بتا دو۔ گھر واپس آنے پر پھر نہ شروع ہو جانا۔

صدف: بلاوجہ بحث کرنے کی عادت ہو گئی ہے آپ کو۔ لسٹ بنا دی ہے، جو چاہیے، لکھا ہے۔

ولید: اچھا جا رہا ہوں۔ بچوں کو اٹھاؤ۔ گھر کے کاموں میں تمہارا ہاتھ بٹائیں۔

☆☆☆

مصطفیٰ (محلے دار): ارے ولید صاحب کیسے ہیں۔ عید کا چاند ہو گئے۔ حضور ہم سے تو آپ چھپ نہیں سکتے۔

ولید: کیوں چھپنا ہے مصطفیٰ بھائی۔ اور ہاں، میں آپ کے بیٹے کی نوکری کے بارے میں بھولا نہیں ہوں۔ پچھلے ہفتے بڑے صاحب سے بات کی تھی۔ کہہ رہے تھے کہ نوکری کی نئی آسامیاں ایک دو ماہ میں نکلیں گی۔ آپ کے بیٹے کا CV سب سے پہلے ہوگا۔ انشاءاللہ۔ آپ فکر نہ کریں۔

مصطفیٰ: اَب آپ کے ہوتے کیسی فکر۔ بڑی مہربانی۔ پیٹ کاٹ کر اسے MA

کروایا تھا۔ اَب دو سال ہونے کو آئے، بیکار بیٹھا ہے۔ سوچتا ہوں کہ مڈل کلاس کو بچوں کو پڑھانا ہی نہیں چاہیے۔ بس FA/FSc کروا کے کسی کام لگوا دیں۔ خود ہی پانچ، چھ برسوں میں خودکفیل ہو جائیں گے۔ اَسی فیصد رزق تو خدا نے تجارت و کاروبار میں رکھا ہے۔ ہم تو سب لکیر کے فقیر اُسی ماہانہ آمدنی کے ناگ کی لکیر پیٹتے رہتے ہیں۔

ولید: ایسی بات نہیں ہے بھائی۔ شروع میں سب کو مسائل سے گزرنا پڑتا ہے۔ آپ کو اور مجھے بھی تو کتنی مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ آپ کا بیٹا فرمانبردار اور محنتی ہے۔ بس کچھ لوگوں کا کاروبار کا مزاج نہیں ہوتا۔ اور کچھ ہم نوکری پیشہ لوگ اس لگی پھندی تنخواہ اور بلوں کے چکر میں ایسے الجھتے ہیں کہ خود تو اڑنا بھول ہی جاتے ہیں، اپنی اولاد کو بھی اڑان بھرنے نہیں دیتے۔ آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ جب یہ بچے جوان ہو رہے تھے، ہم نے ان کی سوچ کی وسعت کے لیے کیا کیا۔ ہمارے پاس نہ تو وقت تھا اور نہ ہی وسائل کہ اُن کو تنگ نظری کے ڈربے سے باہر کھلی فضا میں آزاد کرتے۔ اَب جب یہ کنویں کے مینڈک کی طرح اپنے تالاب کو کائنات اور اپنی ذات کو ارفع سمجھنے لگے ہیں تو ہمیں ان سے وسعت نظر اور کشادیِٔ قلب کی امید ہے۔

مصطفیٰ: چھوڑیے سر۔ اگر صرف یہی رونا ہو تو کیا بات ہے۔ جب سے صاحب نے MA پاس کیا ہے، انہیں صرف وزیراعظم کی کرسی چاہیے۔ باقی ہر کام کرتے ذلت محسوس کرتے ہیں۔ نوکری بھی گھر پر آئے۔ خود کوئی تگ و دو نہیں کرنی۔

تنگ آ گیا ہوں۔ جوان بیٹیوں کے فرائض بھی ہیں، اور یہ......

ولید: اَب یہ زیادتی ہے مصطفیٰ بھائی۔ تمام مسائل کی ذمہ داری اس بیچارے کے سر کیوں ڈالتے ہیں۔ آپ بلاوجہ پریشان ہورہے ہیں۔ ایک دو ماہ میں خدا کی رضا سے کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ مایوسی گناہ ہے۔ مجھے ذرا اجازت۔ تھوڑی سی جلدی میں ہوں۔ گھر میں مہمان آنے والے ہیں۔

مصطفیٰ: جی، جی۔ خدا حافظ۔ میں بھی بس ویسے ہی شروع ہو جاتا ہوں۔

ولید: ایسا مت کہیں۔ آپ بھائی ہیں۔ خدا حافظ۔

☆☆☆

فقیر: اللہ کے نام پر کچھ خیرات کردو بابا۔ اللہ تمہاری دعائیں قبول فرمائے۔

ولید: یار اچھے بھلے تو ہو، کوئی کام کیوں نہیں کرتے۔ بھیک مانگتے شرم نہیں آتی۔

فقیر: بابا، صبح سے شام تک تپتی دھوپ میں، ننگے پاؤں یہ جو میں چِلا کاٹتا ہوں، یہ محنت نہیں ہے۔ کبھی آپ نے سنا ہے کہ دعائیں دینا بھی کسی کی نوکری ہو؟ میری ہے۔

ولید: دعائیں تم کون سا دل سے دیتے ہو۔ یہ تو سب دکھاوا ہے۔

فقیر: آپ نوکری کون سی دل سے کرتے ہیں۔ وہ آپ کی مجبوری ہے۔ یہ میری۔ صبح صبح خیر کی باتیں کریں۔ خیرات کریں۔ آپ کا دن بھی اچھا گزرے گا۔

اللہ کی برکت ہو گی۔

ولید: چھوڑ و یار۔ میرا بحث کا موڈ نہیں ہے۔ یہ لو پانچ روپے۔

فقیر: صرف پانچ روپے۔ اس سے تو چائے کی پیالی بھی نہیں آتی۔ خیرات دل کھول کر کرنی چاہیے۔ کنجوس انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ جنت میں آپ کے درجات بلند کرے۔ کبھی کوئی کمی نہ آئے۔ پانچ روپے تو زیادتی ہے۔

ولید: تمہیں نہیں چاہیے ہیں تو مجھے واپس دے دو۔

فقیر: اچھا جی۔ آپ کی مرضی۔ اتنے ہی بہت ہیں۔ اللہ آپ کی خیرات قبول کرے۔

☆☆☆

گلزار (سبزی فروش): آؤ جی ولید صاحب۔ کیا حال ہیں؟ کافی دنوں بعد نظر آئے۔

ولید: ہاں، لیکن تمہیں بھی کچھ دنوں سے نہیں دیکھا۔

گلزار: جی۔ پچھلے ہفتے ابے کے پاس گاؤں گیا ہوا تھا۔

ولید: سب خیر ہے؟ والد صاحب کیسے ہیں؟

گلزار: جی سب خیر ہے۔ اللہ کا کرم ہے۔ ابا، جانوروں کو لے کر تھوڑا پریشان تھا۔ اس لیے گیا تھا۔ اس سے گپ لگا رہا تھا اور اس نے بڑی پتے کی بات کی جی۔

ولید: اچھا۔ چلو ہم بھی تو سنیں۔

گلزار: میں نے اس کو بتایا کہ ملک میں نئی حکومت اور نیا وزیر اعظم آ گیا ہے۔ تو پتا ہے کیا کہتا ہے۔

ولید: کیا؟

گلزار: کہنے لگا کہ اس کی بھینس کا دودھ اتر گیا ہے اور کٹی ابھی بہت چھوٹی ہے۔ اس کے پاس ایک ہی گدھا ہے جس کی لات ٹوٹ گئی ہے۔ اس کے بقول اس کے مسائل یہ ہیں۔ گاؤں میں انسانوں کا طبیب نہیں ہے تو جانوروں کا علاج کیسے ہوگا۔ اوپر کون بیٹھا ہے؟ کس کی حکومت ہے؟ کون کیا کر رہا ہے؟ کون کیا کہہ رہا ہے؟ اس کی بلا سے۔

ولید: اچھا۔

گلزار: میں بھی سوچ رہا تھا صاحب کے میرے مسئلے بھی تو آڑھتی، منڈی، نرخ، سبزی کی ترسیل کی قیمت، اور گاہک ہیں۔ مجھے ان بڑے بڑے دعوؤں سے کیا لینا دینا۔ یہ قصاب تو گدھے اور کتے بھی بیچ لیتے ہیں میں تو یہ بھی نہیں کر سکتا۔

ولید: زیادہ مت سوچا کرو۔ یہ تمہاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں۔ میری آدھی تنخواہ تو ہر ماہ تم رکھ لیتے ہو۔ میں بھی کچھ سوچنا شروع کر دوں؟

گلزار: پیسے کا گھن چکر ہے۔ آپ کے ہاتھ سے نکلا تو ہزاروں ہاتھوں کو چھوتا پھر

آپ کے پاس ہی لوٹ آتا ہے۔اس لیے گاہک کو سوچنے کی اجازت نہیں۔

ولید: یہ تو تم نے صحیح کہا۔لیکن بھائی مہنگائی بھی تو بہت ہوگئی ہے۔نہ ہی خرچے پورے ہوتے ہیں اور نہ کچھ بچتا ہے۔میں نے تو خرچوں کا حساب رکھنے کے لئے ڈائری میں لکھنا شروع کیا تھا۔مہینے بعد اس لسٹ کو دیکھ کر ایسا گھبرایا کہ ڈائری ہی پھینک دی۔تم تو پھر بھی اچھے ہو نہ تو کوئی ٹیکس، نہ حساب، نہ جواب۔ادھر تو چند ہندسے ہیں جو برسوں نہیں بدلتے۔مہینہ ختم نہیں ہوتا، ہندسے دم توڑ دیتے ہیں۔حکومت ٹیکس جم کر لیتی ہے لیکن بدلے میں نہ صحت کی سہولت، نہ تعلیم میں مدد، نہ تفریح کے مواقع۔کھیل کے میدان اور مساجد کی اراضی تک تو بیچ کر کھا گئے اور ہم سے وفاداری اور سچائی کی امید رکھتے ہیں۔ایسے میں صادق وامین کا دعویٰ مذاق ہی لگتا ہے۔

گلزار: بس کریں صاحب۔صبح صبح ہم دونوں کیا لے کر بیٹھ گئے۔الجھنوں کا حل یہی ہے کہ کبوتر کی طرح آنکھ بند کر لیں، جب بلی آئے گی تو دیکھا جائے گا۔

ولید: صحیح کہتے ہو۔سفید پوشی کی مٹھی کو بھینچ کر بند رکھنا چاہیے۔بھرم بنا رہے تو ہی بہتر ہے۔یہ لو لسٹ۔سامان دو تھیلوں میں ڈال دینا۔میں بیکری سے ہو کر آتا ہوں۔

☆☆☆

رشید (بیکری والا): آؤ جی، باؤ جی۔کیسے ہیں؟

ولید: ٹھیک ہوں۔اللہ کا شکر ہے۔اور تم؟

رشید: بس جی۔ اللہ کی مہربانی ہے۔ گزارا چل رہا ہے۔

ولید: والد صاحب کا کیا حال ہے؟ کچھ افاقہ ہوا۔

رشید: بس جی۔ ابھی تو ہسپتال میں ہی ہیں۔ ڈاکٹروں کو پتا نہیں کچھ سمجھ آتی بھی ہے کہ نہیں۔ بس ٹیسٹ پے ٹیسٹ اور دواؤں پر دوائیں لکھتے رہتے ہیں۔ میرا تو گھر دواخانہ بن گیا ہے۔ پوری ڈبی منگواتے ہیں اور پھر اگلے ہی دن دوا تبدیل کر دیتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ بھائی میں ان بقایا گولیوں کا کیا کروں۔ تم پہلے ہی کم دوا منگوالو۔ پھر آئے دن یہ ٹی وی اور اخبار والے شور مچاتے رہتے ہیں کہ سب دوائیں جعلی ہیں۔ حکومت نہ انکار کرتی ہے اور نہ اقرار۔ بندے کا دوائی سے ایمان اٹھ جائے تو اصلی دوا بھی اثر نہیں کرتی۔ لوگوں کو جعلی پیروں اور عطائی ڈاکٹروں سے آرام آجاتا ہے لیکن مہنگی دوایوں سے شفا نہیں ملتی۔ سب دماغ میں بیٹھی سوچ کے کھیل ہیں۔ میرا ایک دوست سالوں تک چینی کی گولیوں پر پانی کے قطرے ڈال کر دیتا رہا اور لوگ صحت یاب ہوتے رہے۔ اب بھی دے رہا ہے۔ سب ایمان کے کرشمے ہیں۔ تو بھائی صاحب میرا تو ان ڈاکٹروں سے ایمان اٹھ گیا ہے۔ اَب مریض کو ڈاکٹر کے پاس نہ لے جاؤ تو لوگ نہیں جینے دیتے، اور لے جاؤ تو ڈاکٹر نہیں جینے دیتا۔ چھوڑیں جی۔ آپ میری آہ وزاری سننے تھوڑی آئے ہیں۔ کیا لیں گے؟

ولید: کوئی بات نہیں رشید بھائی۔ درد بانٹنے سے کم ہوتا ہے۔ اللہ آپ کی مشکل آسان کرے۔ اگر اس ہسپتال سے تسلی نہیں تو کہیں اور سے دکھا لیں۔ سب تو

چور نہیں ہوتے۔ معالج کو معالج ہی سمجھنا چاہیے، خدا نہیں۔ علاج سنت ہے لیکن شِفا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ بس والد صاحب کی وجہ سے زیادہ پریشان ہیں۔ اللہ ان کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور ان کا سایہ آپ پر سلامت رکھے۔ یہ رہی لسٹ، شاپر بنا دیں۔ مہربانی۔

رشید: جی بھائی۔ مہربانی، اللہ آپ کو خوش رکھے۔

ولید: اور ہاں، کل میں آپ کو اپنے فیملی ڈاکٹر کا پتا دوں گا۔ بہت بھلے آدمی ہیں۔ ان سے مشورہ کر لیں۔ انشاءاللہ، اللہ شفا دے گا۔

☆☆☆

صدف: آ گئے؟ کتنی دیر لگا دی۔ سب بھوکے بیٹھے ہیں۔ پیدل جانے کی کیا ضرورت تھی، کار جو ہے۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے لی ہے؟

ولید: کیا کہتی رہتی ہو؟ فاصلہ ہی کتنا ہے؟ یہ لو سامان۔ بچے جاگ گئے؟

صدف: جی۔ ہاتھ منہ دھو رہے ہیں۔ میں بلاتی ہوں۔ آپ چلیں۔

☆☆☆

ولید: ہاں بھئی، بچہ لوگ۔ کیا حال ہے؟

روحان: السلام علیکم بابا۔ ٹھیک ہوں۔

ولید: وعلیکم السلام۔ روحان۔ تمہارے سکول کی رپورٹ آنی تھی پچھلے ہفتے، اس کا کیا ہوا۔

روحان: مجھے تو کسی نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔

ولید: اسکول کیسا جا رہا ہے؟ ان کی فیس تو آسمان چھونے لگی ہے۔ کچھ پڑھاتے بھی ہیں؟

روحان: اچھا ہے۔ جیسا پہلے تھا، ویسا ہی ہے۔ وہی اساتذہ کی دھمکیاں، پرنسپل کی بڑھکیں اور ایک ہی نصاب۔ فقط امتحان کی تیاری، نہ ایک انچ اِدھر، نہ ایک انچ اُدھر۔

ولید: پھر بھی پچھلی دفعہ تمہارے بیالوجی اور کیمسٹری میں اچھے نمبر نہیں آئے تھے۔

روحان: اور وہ جو حساب میں 98% آئے تھے، وہ بھول گئے۔

ولید: ہاں، لیکن جن مضامین میں اچھے نمبر نہیں آئے، ان پر بھی تو توجہ دو۔

روحان: جی بابا، میں تو دے رہا ہوں۔ آپ نے میری ایک سال پرانی گزارش پر توجہ دی؟

ولید: کون سی گزارش؟

روحان: آپ نے وعدہ کیا تھا کہ دسویں جماعت میں مجھے موبائل فون لے کر دیں گے۔ پوری کلاس میں صرف میں ہوں جس کے پاس دادا جی کے زمانے کا موبائل فون ہے۔ مجھے تو سکول جاتے بھی شرم آتی ہے۔

ولید: شرم کس بات سے آتی ہے۔ اچھا کھاتے ہو، اچھا پہنتے ہو، ذہین ہو، صحتمند ہو، گھر ہے، گھر والے ہیں۔ شرم کس بات کی؟

روحان: بابا یہ سب کتابی باتیں ہیں۔ میرے دوست میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ بھلا کوئی انسان ہوگا جو سوشل میڈیا پر نہ ہو۔ آج کل سمارٹ فون ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنی خوراک۔

ولید: لیکن خوراک نہ ملنے پر تو انسان مر جاتا ہے۔

روحان: اور سمارٹ فون نہ ہونے سے انسان شرم سے مر جاتا ہے۔

ولید: بہت شرارتی ہو گئے ہو۔ انسان بنو۔ میں بھولا نہیں ہوں۔ بس جب سے گاڑی قسطوں پر لی ہے، باقی سب کاموں کی قسطیں لمبی ہو گئی ہیں۔ تھوڑا انتظار کرو۔ اپنی بہن کو ہی دیکھو۔ اس نے کبھی تمہاری طرح ضد کی ہے؟

صدف: آپ سے نہیں کہتی۔ میری تو ہر وقت جان کھاتی رہتی ہے۔ مائرہ ادھر آؤ، بابا بلا رہے ہیں۔

ولید: السلام علیکم مائرہ۔ بچے یہ آپ کی امی کیا کہہ رہی ہیں؟ آپ ان سے موبائل فون کے لیے لڑتی ہو۔

مائرہ: وعلیکم السلام بابا۔ لڑتی تو نہیں ہوں۔ بس ایک دو بار ذکر کیا تھا۔ اَب نہیں کہوں گی۔

ولید: نہیں بیٹا۔ تم بڑی ہو۔ تمہارا حق پہلے ہے۔ انشاءاللہ آپ کو جلد ہی نیا سمارٹ فون لے دوں گا۔

روحان: اور مجھے؟

ولید: تمہیں بھی، انشاءاللہ۔

صدف: مائرہ بڑی ہوگئی ہے۔ اس کے فرض کے بارے میں بھی سوچنا شروع کریں۔

ولید: ابھی ناشتے پر۔ چائے کا انتظار ہو سکتا ہے؟

صدف: ہر سنجیدہ بات کو مذاق میں نہ ٹال دیا کریں۔

ولید: ابھی تو اس کی یونیورسٹی شروع ہوئی ہے۔ تعلیم مکمل ہونے دو، کچھ بننے دو، پھر اللہ نے چاہا تو فرض بھی ادا کرلیں گے۔

صدف: بوڑھی ہو جائے گی تب؟

ولید: جیسے اللہ کی مرضی۔ وہ جو کرے گا، بہتر ہی کرے گا۔ میرے بچو ابھی تم دونوں صرف اپنی تعلیم، تربیت، صحت اور مستقبل پر دھیان دو۔ باقی فضولیات مجھ پر اور اپنی امی پر چھوڑ دو۔ ٹھیک؟

☆☆☆

صدف: بل جمع کروا دیئے تھے؟ پچھلے مہینے بھی جرمانہ بھرنا پڑا تھا۔

ولید: ہاں دونوں جمع کروا دیئے۔ یہ صبح صبح کس کا فون آ گیا؟ جاؤ صدف دیکھو تو۔

صدف: ہیلو۔

...... جی، خالہ السلام علیکم۔

...... جی، سب خیریت سے ہیں۔

...... جی، گھر پر ہی ہیں۔ بلاتی ہوں۔

...... سنیں۔ خالہ کا فون ہے۔

ولید: کون خالہ۔

صدف: امی جی کا۔

ولید: اچھا، آتا ہوں۔

...... جی، السلام علیکم امی۔

...... جی، اللہ کا بڑا کرم ہے۔ دعائیں ہیں آپ کی۔

...... جی، بچے بھی ٹھیک ہیں۔

...... مائرہ نے یونیورسٹی شروع کر دی ہے اور روحان دسویں میں ہے۔

...... جی نہیں۔ ابھی اس بارے میں نہیں سوچا۔

...... جی فکر نہ کریں۔ صدف یاد کرواتی رہتی ہے۔

...... جی جب وقت آئے گا تو دیکھیں گے۔ انشاءاللہ۔ آپ سنائیں۔ آپ اور ابا جی کیسے ہیں؟

...... جی۔ کونسی خبر؟

...... واہ۔ ماشاءاللہ۔ آپ نے تو صبح کو بابرکت بنا دیا، امی جی۔

...... جی جی، بہت اچھا لڑکا ہے۔ پھر گھر کا ہے۔ اللہ دونوں کو خوش رکھے، آباد رکھے۔ مہوش خوش ہے؟

...... چلیں شکر ہے اللہ کا۔

...... جی جی، سن رہا ہوں۔

...... نہیں امی جی، آپ کہیں۔

...... اچھا۔

...... جی۔

...... کچھ زیادہ نہیں مانگ رہے۔ ان کو تو سب حالات کا علم ہے۔

...... نہیں جی، رشتہ تو اچھا ہے، لیکن اتنا سب کچھ اتنی جلدی؟

...... جی امی جی۔ سمجھ رہا ہوں۔ مجھے بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔

...... چلیں چھوڑیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم دونوں بھائی مل کر کوئی حل نکال لیں گے۔

...... نہیں ابا جی کو تنگ نہ کریں۔ میں بات کرلوں گا منیر سے۔ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔

...... مہوش کو کیوں بتانا ہے؟ اس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔ وہ خوش ہے بس یہی کافی ہے۔

...... چلیں جانے دیں۔خوشی کے موقع پرایسی بدشگونی کی باتیں نہیں کرتے۔

...... جی۔ابا جی آ گئے؟

...... جی جی، بات کروائیں۔

...... السلام علیکم ابا جی۔

...... جی الحمدللہ سب خیر ہے۔

...... ہاں جی،امی جی نے بتایا۔دیکھیں اللہ نے کتنا کرم کیا ہے۔

...... جی۔

...... آپ کے بھائی ہیں۔اس سے زیادہ بااعتبار گھر کیا ہوگا۔

...... اپنے گھر ہی جارہی ہے۔

...... جی،امی جی نے بتایا۔میں منیر سے بات کر کے آپ کو بتا تا ہوں۔آپ فکر نہ کریں۔کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔

...... جی،آپ بسم اللہ پڑھ کر تیاری شروع کریں۔

...... جی،انشاءاللہ۔

...... پھر بات کرتے ہیں۔خدا حافظ۔اپنا خیال رکھیں۔

☆☆☆

ولید: صدف،مہوش کی ہاں ہوگئی ہے،چچا کے گھر۔اگلے مہینے منگنی ہے۔

صدف: بہت بہت مبارک ہو۔چلیں ابا جی کا یہ آخری فرض بھی پورا ہوا۔لیکن آپ پریشان کیوں لگ رہے ہیں؟

ولید: نہیں پریشان تو نہیں ہوں۔ چچا نے اتنا زیادہ جہیز مانگ لیا ہے۔ انہیں تو سب حالات کا علم ہے۔منیر کو صرف دو سال ہی ہوئے ہیں امریکہ گئے ہوئے۔ ابا جی نے ساری بچت اُس کو دے دی اور میں تو کوئی لکھ پتی ہوں نہیں۔

صدف: ہماری تو بات رہنے دیں۔ ہمارے تو اپنے فرائض ہیں پورے کرنے والے۔گھر میں جوان بیٹی ہے، بیٹے کا مستقبل ہے، گاڑی کی قسطیں ہیں۔ہم کسی کے لیے کیا کرسکتے ہیں؟

ولید: خیر یہ ''کِسی'' تو نہیں ہیں۔ والد صاحب نے اپنی تمام عمر کی جمع پونجی ہم بھائیوں پر لگا دی۔

صدف: منیر پر۔ آپ پر نہیں۔ اسے کہیں جو لاکھوں اس نے لیے ہیں واپس کرے۔ ویسے بھی والدین کا فرض ہوتا ہے کہ وہ بچوں کی مدد کریں۔آپ اپنا فرض نبھائیں۔

ولید: اَب تم نہ شروع ہو جاؤ۔سوچنے دو۔

صدف: سوچتے بعد میں رہنا۔ میں نے بھی دو دن سے آپ کو کچھ بتانا تھا۔لیکن آپ کے پاس وقت ہی کہاں ہے۔

ولید: ہر وقت تو تمہارے گھٹنے سے لگا بیٹھا ہوں۔

صدف: طنز کی ضرورت نہیں۔ مجھے بھی امی نے پرسوں ایک خوشخبری دی تھی۔ میری چھوٹی بہن زوحہ کی بات بھی جاننے والوں میں پکی ہوگئی ہے۔لڑکا ڈاکٹر ہے۔ وہ آپ کے گھر والوں کی طرح بھوکے تو نہیں لیکن رکھ رکھاؤ کے لیے کچھ تو کرنا پڑتا ہے ناں۔ میں نے تو امی سے کہہ دیا کہ ایک سونے کا سیٹ میں ڈالوں گی۔ میری چھوٹی بہن ہے۔ میرا بھی تو کوئی فرض بنتا ہے۔

ولید: کیا کہا؟ سونے کا سیٹ؟ کہاں سے؟

صدف: اَب میرا منہ نہ کھلوائیں۔ میں اس گھر میں نوکرانی نہیں ہوں۔ یہ جو صبح شام جانوروں کی طرح کام کرتی ہوں تو اس لیے کہ ہم نے کام بانٹ رکھے ہیں۔ میرا کام گھر چلانا ہے اور آپ کا کام پیسے لانا۔ میں نے اپنے لیے آپ سے کیا مانگا ہے آج تک۔ پر یہ میری عزت کا سوال ہے۔ میری باری آئی تو لہجہ بھی بدل گیا اور تیور بھی۔ آپ کو صرف مجھ پر اور میرے خاندان پر ہی چلّانا آتا ہے۔ اگر آپ کی بہن ہے تو میری بھی تو بہن ہے۔

ولید: خدا کا نام لو صدف۔ تم سب کو اس سارے معاملے میں، میں کہیں نظر نہیں آتا۔ میری مجبوریاں بھی تو سمجھو۔

صدف: اپنے والدین کو سمجھائیں۔ سیٹ تو میں نے دینا ہے۔ کیسے؟ وہ آپ جانیں۔ ابھی جائیں۔ آپ کے دوست پہنچنے والے ہی ہوں گے۔

ولید: بھاڑ میں گیا دوست۔تم لوگ مجھے پاگل کر دو گے۔

صدف: اچھا اَب چِلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ٹھنڈے دماغ سے سوچیں گے تو کوئی حل نکل آئے گا۔ میں آپ کو گرما گرم چائے بنا کر دیتی ہوں۔ پھر نکلیں۔اور ہاں، اپنے دوست کے سامنے ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں۔گھر کی باتیں گھر میں ہی رہنی چاہئیں۔

☆☆☆

ولید: السلام علیکم بلال۔

بلال: وعلیکم السلام۔ واہ بھئی واہ۔ بڑے سمارٹ ہو گئے ہو۔ادھر میری تو ند نکل رہی ہے اور تمہیں ریورس گیئر لگا ہوا ہے۔

ولید: چل چھوڑ۔کیسا ہے؟ عرصہ ہی ہو گیا۔

بلال: ہاں کوئی چھ سال تو ہو گئے ہوں گے۔ آخری بار ذوالفقار کی شادی پر ملے تھے۔اَب تو وہ بھی دادا بننے والا ہے۔

ولید: تیری چھوڑنے کی عادت نہ گئی۔چل گھر چلیں۔

بلال: گاڑی تو بہت اچھی ہے۔ چرائی ہے؟

ولید: یہی سمجھ لے۔ جب اپنی ہو جائے گی تو تجھے ضرور بتاؤں گا۔تو سنا، سب خیریت ہے؟ بال بچے سب ٹھیک؟ادھر کیسے آنا ہوا؟

بلال: کیوں؟ تو خوش نہیں ہے میرے آنے سے؟

ولید: بہت خوش ہوں۔کم از کم تیرے سامنے دکھاوا تو نہیں کرنا پڑتا۔

بلال: اور بھابھی۔

ولید: اس سے کیا چھپا ہے۔

بلال: شکل تو تیری اتری ہوئی ہے۔

ولید: نہیں کچھ نہیں۔یہی ایک دو پھڈے ہیں۔تُو تو کوئی پھڈا ڈالنے نہیں آیا؟

بلال: یہاں تھوڑی بتاؤں گا۔گھر تو چل لے۔ نہ پانی پوچھا نہ کھانا۔سیدھا ہی پھڈے میں پڑ گیا، بڈھا۔

ولید: ٹھیک ہے۔جیسے تیری مرضی۔

بلال: یہ سڑک کے کنارے کھنڈر سا کیا بنا ہوا ہے؟

ولید: تجھے تو پتا ہے شہر کے حالات کتنے خراب ہیں۔ یہاں پچھلے ہفتے ایک خودکش دھماکہ ہوا تھا۔سولہ قیمتی انسان موت کی نیند سو گئے۔نہ جانے کون جنت میں گیا اور کون دوزخ میں لیکن سولہ معصوم زندگیاں اپنے ساتھ سولہ خاندانوں کی خوشیاں لے کر دفن ہو گئیں۔ان ذہنی معذوروں کو اللہ ہی ہدایت دے۔قصور معاشرے کا بھی تو ہے۔

بلال: قصور صرف نور جہاں کا ہے اور کسی کا نہیں۔

ولید: میں کیا بات کر رہا ہوں اور تو کیا کہہ رہا ہے۔حد ہوتی ہے۔

بلال: چھوڑ ان باتوں کو۔ یہاں کوئی ان آفتوں کے محرکات سمجھنے یا ان کا حل تلاش کرنے کو تیار ہی نہیں۔ مرنے والے اور مارنے والے قتل کے بعد لوگوں کے ذہنوں سے اتر جاتے ہیں۔ جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ ٹی وی میں خبر، اخبار میں سرخی، چند خون آلود جوتیوں کی فلم، کٹے پھٹے انسانوں کی تصاویر، حکومت کے مذمتی بیانات، چائے کے ٹھیلوں پر گرما گرم لمحاتی بحث اور اونچی سوسائٹی میں پاکستان کو گالیاں اور بس۔ ہو گیا سب حل۔ اَب اگلے دھماکے کا انتظار کیجیے۔ اس وقت تک ان ٹی وی اینکروں اور سیاست دانوں کی بے مقصد بحث سے لطف اندوز ہوں۔ کیوں اپنا خون جلاتے ہو؟ جب کچھ کر نہیں سکتے تو فکر بھی مت کرو۔

ولید: چلیں۔ تمہارے لیکچر میں گھر بھی آ گیا۔

☆☆☆

بلال: السلام علیکم بھابھی۔

صدف: وعلیکم السلام بھائی۔ کیسے ہیں؟ بھابھی اور بچوں کو ساتھ نہیں لائے؟ بچے تو اَب ماشاء اللہ بڑے ہو گئے ہوں گے؟ کافی عرصہ ہوا دیکھے ہوئے۔ بھابھی کیسی ہیں؟

بلال: جی الحمد للہ۔ سب خیریت سے ہیں۔ خالد نے PCS کا امتحان پاس کر لیا ہے اور Appointment کا انتظار کر رہا ہے۔

صدف: بہت بہت مبارک ہو بھائی۔ یہ تو بڑی زبردست خبر ہے۔ ماشاءاللہ۔

ولید: مبارک ہو بلال۔ تیرا بیٹا اتنا تیز کیسے نکلا۔

بلال: خیر مبارک۔ مجھ پر گیا ہے اس لیے۔

صدف: عائشہ اور احد؟

بلال: عائشہ نے FSc. Pre-Medical کا امتحان دیا ہے اور احد آٹھویں جماعت میں ہے۔ بھابھی آپ کی ٹھیک ٹھاک ہیں اور اپنی سلطنت پر حکومت کر رہی ہیں۔ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ سوچا ولید یہاں رہتا ہے تو میں ہوٹل میں پیسے کیوں برباد کروں۔ پھر مفت میں کار، چائے، کھانا بھی مل جائے گا۔ اس لیے حاضر ہو گیا۔

صدف: آپ بھی بھائی بس۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔

بلال: شکریہ بھابھی۔

ولید: چل تو فریش ہو لے۔ پھر کھانا کھاتے ہیں۔

بلال: بچوں سے تو ملاؤ۔

ولید: بچوں سے کھانے پر ہی مل لینا۔ تیرا سامان ساتھ والے کمرے میں رکھ دیا ہے۔

☆☆☆

بلال: کھانا بھی کھالیا، چائے بھی پی لی اور بچوں سے گپ شپ بھی ہوگئی۔ چل اَب چہل قدمی کے لیے چلیں اور میں تجھے اپنے پھڈے سے مستفید کروں۔

ولید: یار کوئی خرچے والی بات نہ کریں۔

بلال: کنجوس انسان۔ بولنے تو دے۔ چل اٹھ۔

☆☆☆

بلال: ولید تُو تو جانتا ہے مجھ سے گھما پھرا کر بات ہوتی نہیں۔ اپنے خالد کے لیے مجھے اور تیری بھابھی کو مائرہ پسند آ گئی ہے۔

ولید: کیا؟

بلال: کیا، کیا؟ مجھے اپنے بیٹے کے لیے تیری بیٹی پسند آ گئی ہے۔ اس کا رشتہ لے کر آیا ہوں۔ کوئی مسئلہ؟

ولید: اتنی بڑی بات، تو ایسے کیسے کر دیتا ہے۔

بلال: اور کیا کہوں؟ اپنے برسرِ روزگار و تابعدار فرزندِ ارجمند کے لیے ہمیں آپ کی سلیقہ شعار، خوش شکل و خوش گفتار دختر نیک اختر بھا گئی ہے۔ اگر آپ کے حواس پر ناگوار نہ گزرے تو ان کے رشتۂ ازدواج کے بارے میں کچھ غور فرمائیں؟

ولید: تو پاگل ہے۔ بات تو دل کو لگتی ہے لیکن یہ فیصلے ایسے تھوڑی ہوتے ہیں۔ پھر ابھی مائرہ پڑھ رہی ہے۔

بلال: تجھے میری بغل میں کہیں بارات نظر آ رہی ہے؟ بندے خدا کے تیری بھابھی اور خالد کی رضامندی سے یہاں آیا ہوں۔تو ہاں کرے یا نہ بیٹی تو ہماری سانجھی ہے ہی۔ہم تو خود شادی تین سال کے بعد کرنا چاہتے ہیں۔اگر سب کی رضامندی شامل ہوتو منگنی یا نکاح تو کیا جا سکتا ہے۔رخصتی تین سال بعد کرلیں گے۔

ولید: چل واپس گھر چل۔تیری بھابھی کے سامنے بات کرتے ہیں۔تو بھی بس۔

بلال: مٹھائی کا ڈبہ لے لوں؟

ولید: پہلے گھر چل۔

بلال: اگر ہاں ہوگئی تو پھر آؤں گا؟ میں تیرے باپ کا نوکر لگا ہوں۔فکر نہ کر اگر نہ ہوئی تو جانے سے پہلے مٹھائی ختم کر کے جاؤں گا۔

ولید: نماز کا وقت ہو گیا۔آؤ پہلے نماز پڑھ لیں۔

بلال: ہاں یہ ٹھیک ہے۔خدا ہمارے فیصلے میں برکت عطا فرمائے۔

ولید: آمین۔

بلال: یار یہ مولوی بھی ہر وقت چندہ ہی مانگتے رہتے ہیں۔

ولید: اور کیا کریں؟ یہ ایک عمارت ہے۔اس کی مرمت اور تزئین و آرائش پر خرچہ اٹھتا ہے۔نل کھولو تو پانی آنا چاہیے۔بٹن دباؤ تو پنکھا چلنا چاہیے۔ یہ اخراجات کہاں سے پورے ہونے ہیں۔حکومت تو کچھ دیتی نہیں۔اپنے

مذہب کی حفاظت کا بیڑا ابھی ہمیں ہی اٹھانا ہے۔

بلال: وہ تو ہے۔لیکن احتساب کا بھی تو کوئی نظام ہونا چاہیے ناں۔

ولید: بالکل، اور نظام بنانے کا کام کس کا ہے۔ میرا؟ تمہارا؟ نظام کے رکھوالے تو خدا جانے کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔اَب جب تک وہ نظام معرضِ وجود میں نہیں آ جاتا، ہمیں ہی چلانا ہے۔ میں تو اپنی بساط کے مطابق جتنا ہوسکتا ہے کرتا ہوں۔خدا قبول کرے۔

بلال: یہ کون سے مسلک کی مسجد ہے؟

ولید: میرے لیے تو یہ مسجد ہے، خدا کا گھر۔اور یہی بہت ہے۔چلو جلدی آ ؤ، نماز میں دیر ہو رہی ہے۔سر تو خدا کے آگے جھکانا ہے ناں، باقی سب تو دنیاوی باتیں ہیں۔

☆☆☆

ولید: صدف ذرا بات سننا۔

صدف: تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔رات کے کھانے کے لیے بریانی بنا رہی ہوں۔

ولید: نہیں ذرا ضروری بات ہے۔ابھی آ ؤ۔

صدف: کیا ضروری بات ہے؟ اچھا آتی ہوں۔چائے بنی ہے۔لیتی آ ؤں؟

ولید: ہاں چائے لیتی آ ؤ۔ساتھ میں کوئی بسکٹ وغیرہ بھی۔

صدف: السلام علیکم! بلال بھائی۔آپ تو چہل قدمی سے فوراً ہی لوٹ آئے۔

ولید: وہ......۔

بلال: تو چھوڑ۔ میں بتا تا ہوں۔ بھابھی مائرہ کے لیے خالد کا رشتہ لے کر آیا ہوں اور آپ کی اور بیٹی کی رضامندی کا خواہش مند ہوں۔ ہاں کے بعد ابھی منگنی یا نکاح کر لیں گے اور شادی تین سال بعد، جیسے آپ لوگ چاہتے ہیں۔

صدف: جی بھائی۔ کیا کہا آپ نے؟ مائرہ کے لیے خالد کا......

بلال: جی بھابھی۔ مائرہ کے لئے خالد کا رشتہ۔

صدف: ایسے کیسے؟ اتنی جلدی۔ بھابھی بھی نہیں آئیں۔ ان کی رضامندی؟ خالد؟ ایسا تھوڑی ہوتا ہے؟ کچھ عجیب لگ رہا ہے۔ میاں آپ بولیں ناں۔

بلال: کچھ عجیب نہیں ہے۔ میں نے ہی آپ کی بھابھی سے کہا تھا کہ مجھے بات کرنے دو پھر باضابطہ آئیں گے اور خالد کو بھی ساتھ لائیں گے۔ فیصلہ آپ کا اور بیٹی کا ہے۔ یہ تو میرا یار ہے۔ مجھے نہ کیسے کرے گا۔

ولید: نکاح کے حق میں تو میں نہیں ہوں، منگنی البتہ......

صدف: آپ چپ کریں۔ بھائی میں بیٹی سے مشورہ کر کے ہی کچھ کہہ سکتی ہوں۔

بلال: شوق سے بھابھی۔ میں دو دن آپ کے گھر میں ہی ہوں۔ جو بھی فیصلہ ہو گا، بغیر کچھ کہے قبول کر لوں گا۔ بس اتنا یاد رکھیں کہ یہ ہماری دیرینہ خواہش ہے۔ آپ بیٹی سے پوچھ لیں اور باقی فضول باتیں ہم دونوں پر چھوڑ دیں۔

صدف: ٹھیک ہے بھائی۔ ہانڈی چولہے پر رکھی ہے۔ میں چلوں؟

بلال: جی بھابھی۔شکریہ۔جورو کے غلام تم بھی تو کچھ بولو۔

ولید: میرا تو تُو نے بوجھ ہلکا کردیا۔پر فیصلہ مائرہ کا ہی ہوگا۔

بلال: یہ ہوئی ناں بات۔چل چائے ڈال۔دونوں مل کر مٹھائی کھاتے ہیں۔

ولید: بلال تو بیٹھ۔ٹی وی دیکھ۔میں ذرا ایک ضروری فون کرکے آتا ہوں۔

☆☆☆

...... ہیلو

...... منیر السلام علیکم۔ولید بات کررہا ہوں پاکستان سے۔

...... ہاں سب خیریت ہے۔تو سنا؟

...... ابا جی کا فون آیا تھا تجھے؟

...... اچھا۔کہہ تو رہے تھے کہ انہوں نے کئی بار کوشش کی۔

...... ہاں تجھے کچھ بتانا تھا۔

...... نہیں۔خیر کی خبر ہے۔بلکہ بہت اچھی خبر ہے۔

...... مہوش کا رشتہ پکا ہوگیا ہے چچا کے ہاں۔

...... ہاں۔تجھے بھی مبارک ہو۔

...... ہاں۔سب بہت خوش ہیں۔

...... مہوش بھی۔وہ کہہ رہی تھی کہ تم نے ضرور اس کی شادی پر آنا ہے۔

...... نہیں کوئی خاص نہیں۔لیکن ایک چھوٹا سا مسئلہ تو ہے۔

...... وہ، چچا نے جہیز ذرا زیادہ مانگا ہے۔

...... ہاں یار ہے تو بے شرمی ہی۔مگر کیا کریں۔چاچی کا تو تجھے پتا ہی ہے۔

...... ہاں،لیکن لڑکا تو اچھا ہے۔ہمیں تو اس سے سروکار ہے۔

...... ہاں،ابا جی نے کچھ پیسوں کا کہا ہے۔

...... ہاں، میں بھی کروں گا،لیکن میرے حالات اور ذمہ داریوں کا تو تجھے احساس ہوگا ہی۔تُو تو ابھی کنوارہ ہے۔کوئی ایسی ذمہ داری بھی نہیں۔

...... ابا جی کے پاس کیا ہے؟انہوں نے تو ساری پونجی تجھ پر لگا دی۔

...... یار ایسے تو نہ کہہ۔تو دو سال سے کیا کر رہا ہے؟

...... بھائی، کچھ تو کر سکتا ہوگا۔

...... کیسے؟

...... ایسے کیسے فراڈ ہو گیا۔

...... تو پھر؟

...... یہ تو زیادتی ہے۔

...... نہیں یار۔انسان بن۔ایسے حالات میں تو کیسے جھنڈی دکھا سکتا ہے؟

...... ایک لاکھ سے کیا ہوگا؟

...... چل تو پھر ابا جی سے ہی بات کر لے۔

...... شرم نہیں آتی ابا جی کے بارے میں ایسی بات کرتے ہوئے۔

...... اللہ تجھے سمجھے۔ بے غیرت ہو گیا ہے۔

...... سچ بولوں تو تجھ سے ایسی امید نہیں تھی۔

...... نہیں تو ہماری فکر نہ کر۔ ہم کچھ کر لیں گے۔ اللہ مُسببُ الاسباب ہے۔ کوئی راہ نکال دے گا۔

...... بس رہنے دے۔ میں ہوں ناں ابا جی کے ساتھ۔

...... خدا حافظ۔

☆☆☆

صدف: سنیں۔

ولید: جی۔

صدف: وہ آپ دہی تو لائے نہیں۔ جو تھا وہ ختم ہو گیا۔ اَب میں رائتہ کیسے بناؤں۔

ولید: دہی تمہاری لسٹ میں نہیں تھا۔

صدف: تو بھول گئی ہونگی۔ کوئی قیامت تو نہیں آ گئی۔ اَب جا کر لے آ ئیں۔ کون سا دوسرے شہر جانا ہے۔ یہ گلی کی نکڑ پر ہی تو دہی والے کی دکان ہے۔

ولید: میں نے تم سے کہا تھا کہ اچھی طرح سے دیکھ لو۔ تم بھی......

صدف: میاں صاحب مہمان گھر میں ہے۔ کیوں خوشی کو زنگ لگا رہے ہیں۔ جائیں جا کر دو کلو دہی پکڑ لائیں۔ پانچ منٹ لگیں گے۔

ولید: میرا موڈ نہیں ہے۔ روحان کو بھیج دو۔

صدف: وہ پڑھ رہا ہے۔اَب جلدی جائیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔میں چائے کے لیے پانی رکھ دیتی ہوں۔آپ کے آنے تک ابل جائے گا۔

☆☆☆

ولید: السلام علیکم ناصر۔

ناصر(دہی والا): وعلیکم السلام ولید صاحب۔کیسے ہیں؟

ولید: بس اللہ کا شکر ہے۔بھائی دو کلو دہی تو دے دو۔

ناصر: ابھی لیں۔

ولید: نہیں اس کونڈے سے نہیں۔وہ جو تازہ بنے ہیں ان سے۔

ناصر: جہاں سے حکم کریں۔ساری دہی ہی تو ہے۔

ولید: ہاں وہ تو ہے، لیکن...... الفاظ ادھورے رہ گئے۔اچانک ولید صاحب کے پیچھے چندھیا دینے والی روشنی لپکی۔ایک اندوہناک آواز نے انہیں لپیٹ لیا۔اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر دیکھتے، ان کی آنکھوں میں پہلے لال جالے بکھر گئے، پھر کالے دھبے نمودار ہوئے۔ساتھ ہی نور کا ایک سیلاب اُمڈ آیا اور پھر گھپ اندھیرا۔کچھ تھا جو نہ رہا۔اور چائے کی کیتلی میں پانی ابلنے لگا۔